از قلم مولانا سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ

علم و فضل کی دنیا

امراء اور خلقِ خدا سے استغنا اور بے نیازی

اسلامی تاریخ کے زریں اوراق میں ہمیں بے شمار بزرگوں کے حالات ملتے ہیں جنہوں نے دنیا کی متاعِ فانی کو ہیچ و حقیر جانا اور اربابِ دولت و سطوت کی مادی شان و شوکت ایک لحظہ بھی ان کی نگاہوں کو خیرہ نہ کر سکی۔ انہوں نے اپنے ان پاکیزہ نفوس کو طمع و لالچ اور ماسوا اللہ کی ہر امید و آس سے پاک و صاف کر دیا تھا۔ وہ اگرچہ دنیا کے علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب اور لوگوں کے اقلیم دل و دماغ کے تاجدار تھے۔ مگر ان کے تمام اوصاف کا گوہر آبدار یہی وصف استغناء عن الخلق اور شانِ بے نیازی رہا۔ انہوں نے ہفت اقلیم و ملک نیمروز کو ایک جَو سے بھی حقیر سمجھ کر متاع الدنیا قلیل کہتے ہوئے ٹھکرایا۔ ہر آن دنیا کی بے ثباتی اور ہیچ میرزی کی حقیقت اُن کے قلوب میں راسخ و ثابت ہوئی اور دنیا کی بڑی سے بڑی پیشکش کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا کہ فما آتانی اللہ خیر مما آتاکم بل انتم بھدیتکم تفرحون۔ کیونکہ ایک مومن کی نگاہ میں ربّ العالمین کی عظمت و سطوت کے سامنے دنیا کی فانی اور مصنوعی طاقت و قوت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہ سب کچھ چند روزہ متاع اور ڈھلتی چھاؤں ہے۔ اور وما عند اللہ خیر و ابقیٰ۔ یہاں ان خاصانِ حق اور صلحائے امت کے چند واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔

ایوب بن ابی تیمہ سختیانی تابعی جو اقلیم علم و عمل کے تاجدار تھے۔ اربابِ دولت اور شہرت و نمود سے دور بھاگتے یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے بچنے کیلئے عام راستوں سے ہٹ کر دور دراز راستوں اور گلیوں کو اختیار کر لیتے کہ لوگوں کی نگاہ سے بچیں۔ اربابِ جاہ و سطوت سے اعراض و گریز کا یہ عالم تھا کہ فرماتے تھے کہ مجھے اپنا لڑکا بکر دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ لیکن میرے گھر پر خلفاء و سلاطین اور مجالس میں امراء و حکام کے آنے کے عوض میں اپنے بیٹے

کے دفن کرنے کو ترجیح دوں گا۔

حضرت اعمش جلیل القدر تابعی اور اجلۂ امت میں سے ہیں۔ ساری زندگی زہد و قناعت اور فقر و احتیاج میں گذری کبھی بھی ضروریات زندگی سے اطمینان حاصل نہ ہوا مگر باایں ہمہ فقر و غربت، امراء و ارباب دولت سے نہ صرف اعراض و بے نیازی کرتے بلکہ انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے امام شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ اعمش کو روٹی تک میسر نہ تھی لیکن اس کے باوجود انکی مجلس میں اغنیاء اور سلاطین سب سے زیادہ حقیر اور فقیر معلوم ہوتے تھے[۲] فقر و احتیاج کے باوجود جرأت و بیباکی کا یہ عالم کہ ایک مرتبہ جب خلیفہ ہشام نے کسی ایسے مسئلہ کے بارہ میں ان کو لکھا جس سے صحابہؓ کے ایک گروہ پر تنقید مقصود تھی تو انہوں نے شاہی پیغام رساں کے سامنے ہی یہ خط بکری کو کھلا دیا اور کہا اس خط کا یہی جواب ہے۔

اسی عہد کے دوسرے یگانۂ علم و فضل اور یکتاہ زہد و تقویٰ تابعی رجاء بن حیوۃ کا بھی یہی شیوہ رہا کہ امراء و سلاطین کے ہاں حاضری اور حاجب و دربان کی منت سے ہمیشہ اجتناب کرتے اور اگر کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھ کو اس رب العالمین کی ذات کافی ہے جس کے لئے میں نے ان کو چھوڑا۔ ان کی زندگی کا اہم کارنامہ اور ملت محمدیؐ پر ان کا بڑا احسان یہ ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے انہی کے مشورہ سے سیدنا عمر بن عبدالعزیز (مجدد اول) کو خلیفہ نامزد کیا۔ خانوادۂ فاروقی کے گل سرسبد اپنے جد امجد سیدنا عمرؓ فاروق اور اپنے نامور والد حضرت عبداللہ کے سچے جانشین حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کا بھی امراء کی داد و دہش سے بے نیازی کا یہی عالم تھا کہ ایک مرتبہ جب خلیفہ ہشام بن عبدالملک حج کرنے آیا اور کعبۃ اللہ میں حضرت سالم بن عبداللہ سے درخواست کی کہ اپنی حاجات اور ضروریات بیان فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ کیا خدا کے گھر میں کسی غیر سے مانگوں؟

محبت الٰہی سے سرشار ان فقراء و زہاد نے فقر و فاقہ اور شدت بھوک کے باوجود غیر اللہ سے طمع و لالچ تو کیا مشتبہ چیزوں تک سے احتراز کیا۔ مولانا گیلانی مرحوم نے خطیب بغدادی کے حوالہ سے حضرت جنید بغدادیؒ کے بارہ میں روایت درج کی ہے کہ حضرت حارث محاسبی ایک مرتبہ ان کے سامنے آئے، چہرے سے معلوم ہوا کہ بہت بھوکے ہیں۔ حضرت جنیدؒ نے کھانا حاضر کرنے کی اجازت طلب کی جب اجازت ہوئی تو اکرام ضیف کے خیال سے حضرت جنیدؒ نے بجائے اپنے گھر اپنے چچا (جو دولت مند آدمی تھے) کے ہاں سے مختلف اقسام کے کھانوں کا سجا ہوا خوان لاکر پیش کر دیا۔ حضرت حارث نے ایک لقمہ لیا اور منہ میں گھماتے رہے لیکن نہ نگل سکے اور جب کھڑے ہو کر جانے لگے تو دروازہ پر پہنچ کر اس لقمہ کو بھی اگل دیا حضرت جنیدؒ نے وجہ پوچھی تو فرمایا بھائی میری ناک مشتبہ کھانے کی بو کو برداشت ہی نہیں کر سکتی۔[۴]

---

[۱] ابن سعد ج ۶، ق ۲ ص ۱۰ [۲] طبقات کبریٰ ج ۱ ص ۳۸ [۳] شذرات الذہب ج ۱ ص ۱۲۱ [۴] بحوالہ تابعین ص ۳۴